بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

قارئینِ کرام حضرات وخواتین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس سے پہلے کہ آپ حضرت مفتی شوکت علی صاحب حفظہ اللہ کو پڑھیں خدمت میں عرض یہ ہے کہ اس سے قبل ہماری طرف سے حضرت مفتی محمود گنگوہیؒ کے فتوٰی کے حوالہ سے دعوٰی کیا گیا تھا کہ ’’آپؒ نے بریڈفورڈ کی ہاورڈ اسٹریٹ مسجد کے اجلاس میں ۱۸ڈگری پر صبح صادق ہونے کا کوئی فتوٰی نہیں دیا ہے نیز اسی اجلاس کے بعد پریسٹن کی جامع مسجد میں آپ سے تحریراً مجلس میں پوچھے گئے استفتاء کے جواب میں جو فرمایا تھا جسے بار بار خود ہی پڑھ لیں (دیکھو ذیل کی لنک میں نمبر 4) اس سمیت پانچ قسم کی تحریرات ہم نے اپنے دعوٰی میں پیش کردی تھیں اور ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ ’’آپؒ نے اگر ۱۸ڈگری پر فتوٰی دیا ہے تو اس کا ثبوت کہاں ہے؟‘‘ (مگر اسے آج تک پیش نہیں کیا گیا)۔ ملاحظہ فرمائیں:۔ نوٹ: جب یہ لنک کھلے تو اس میں جو B والی لنک ہے اسے کلک کریں گے تو اس میں صفحہ کے بالکل آخر میں یہ نمبرات 1-2-3-4-5 موجود ہیں ضرورت انہیں کلک کرکے دیکھیں :۔

http://www.hizbululama.org.uk/articles/english/18Degree_fatwa.pdf

یاد رہے کہ مفتی محمود گنگوہیؒ کے دستخط والی جس تحریر کو ہماری مذکورہ لنک کے مضمون میں نمبر 2 نمبر 3 اور نمبر 5 کے طور پر ہم نے پیش کیا ہے اور جن میں کہیں بھی ’’۱۸ پر صبح صادق ہونے کے الفاظ نہیں‘‘ اسی تحریر کو توڑ مروڑ کر فی الحال ایک صاحب نے حضرت مفتی صاحبؒ کا فتوٰی بنا کر مشتہر کیا ہے اور اس کی تائید میں مولانا عبد الرشید ربانی صاحب حفظہ اللہ سے ہونے والی خود کی طرف سے فون کردہ بات چیت کو اپنے مزعومہ فتوے کی تائید میں پیش کیا ہے! (یاد رہے کہ علماء طبقہ اور افتاء کی طرف منسوب ان صاحب نے زبردست خیانت کرتے ہوئے مولانا ربانی کے ساتھ اپنی فون بات چیت کو نہ صرف بلا اجازت ریکارڈ کیا بلکہ اسے عوام میں نشر تک کیا! اناللہ وانا الیہ راجعون، کیا ایسوں کی گواہی قبول ہوسکتی ہے؟! فیصلہ خود فرمائیں)۔ اس کے علاوہ ۲۹ مئی ۱۹۸۳ء کی ان تین تحریرات سے بڑھ کر اس سے چار روز بعد ۲ جون کو پریسٹن میں آپ سے تحریراً پوچھے گئے سوال کے جواب تک میں بھی نہ صرف ۱۸ بلکہ کسی بھی ڈگری کے الفاظ کا ذکر نہیں، دیکھو حوالہ نمبر 4، اس لئے آپؒ کی طرف آپ کا ۱۸ ڈگری پر صبح صادق ہونے کا فتوٰی ہونے کو منسوب کرنا یہ آپؒ پر بہتانِ عظیم ہے، بہرحال ہوا تو یہ چاہئے تھا کہ یہ اپنے دعوے کے ثبوت میں ’’۱۸ پر صبح صادق ہونے کے صاف الفاظ والا آپؒ کا فتوٰی پیش کرتے‘‘ مگر اصل بات کو تو گول کر گئے تاکہ عوام خصوصاً علماء کے طبقے کو گمراہ کیا جائے، ہم ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں کہ یہ آپؒ کا ایسا فتوٰی ہرگز ہرگز پیش نہ کرسکیں گے اور اپنے دعوے کے برعکس ہی آپ کو پائیں گے!

() یاد رہے کہ حضرتؒ بریڈفورڈ اجلاس کے چار روز بعد پریسٹن کے اجلاس میں پہلے کی طرح بار بار فرمارہے ہیں کہ ’’۔۔جس جس مسئلے کی ضرورت پیش آئے اس کو پوچھتے رہیں، تحقیق کرتے رہیں، تحقیق کا دروازہ کھلا ہوا ہے، پوچھتے رہیں، کرتے رہیں، خلفشار نہ پھیلائیں۔۔ (حوالہ نمبر 4)‘‘۔ اس طرح سے ۲۹ مئی ۱۹۸۳ء کے بریڈفورڈ اجلاس کے بعد بھی ۲ جولائی کو آپؒ برطانوی علماء کو بار بار تنبیہ وتلقین فرمارہے ہیں کہ یہ کوئی آخری بات نہیں کہ مسئلہ ختم ہوگیا سمجھو، بلکہ ’’تحقیق کرتے رہیں تحقیق کا دروازہ کھلا ہوا ہے، پوچھتے رہیں‘‘،

(الف) اسی بات پر ہم نے اپنے پچھلے مضامین میں اور اب بھی یاددہانی کراتے ہیں کہ بقول حضرت مفتی صاحبؒ ’’آپؒ نے نہ صرف بریڈفورڈ والے اجلاس میں بلکہ اس کے بعد پریسٹن میں بھی تحقیق کا دروازہ کھلا رکھا تھا!‘‘ اگر آخری اجلاس کے بعد بھی خلفشار باقی نہ رہتا تب تو بات الگ تھی مگر آپؒ کے مذکورہ دونوں اجلاسوں کے بعد بھی برطانوی مساجد میں فجرِ کاذب وصادق کے مسئلے میں اختلاف ہی اختلاف باقی ہی رہا بلکہ خلفشار مزید بڑھ گیا (باء) جب آپ کے مذکورہ بیان پر غور کیا جائے تو صاف معلوم ہوگا کہ آپؒ کا تحقیق کرنے کا قول اس کے قرآن وحدیث کے مطابق ہونے کا اقرب ترین مطلب ’’مشاہدات‘‘ کرنا تھا جبکہ ۱۲، ۱۵، اور ۱۸ ڈگری کی تحقیق تو آپؒ کے سامنے پہلے ہی تھی اور مزید برآں بریڈفورڈ میں بھی پیش کی گئی تھی اور مزید بھی کی جاسکتی تھی، تو ان حالات میں مذکورہ اجلاس سے پانچ سال بعد خلفشار کے مزید بڑھنے پر آپؒ کے قول کے پیشِ نظر، خاص کر جس بات کی طرف حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے تقریباً ۸۰ سال پہلے برطانیہ والوں کو مشاہدات کرکے ان پر عمل کا جو فرمایا تھا الحمدللہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی تائید سے ان بزرگوں کے فرمودات اور ’’تحقیق کرتے رہنے پوچھتے رہنے‘‘ پر عمل کیا گیا اور قرآن واحادیث سے اقرب ترین تحقیق کے پیشِ نظر وہ تحقیقی قدم اٹھایا گیا جو آپ ﷺ اور صحابہؓ، اور ائمہ کرام کے قول وعمل کے مطابق تھا یعنی حزب العلماء یوکے کی طرف سے محرم ۱۴۰۸ھ بمطابق ستمبر ۱۹۸۷ء سے بلیکبرن میں مشاہدات شروع کئے گئے جس کا سلسلہ سال بھر جاری رہ کر ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ بمطابق

اگست ۱۹۸۸ء پر ختم ہوا، نیز آپؒ کے بقول اس شرعی تحقیق اور مفتیانِ کرام سے فتاویٰ پوچھے گئے جس کے بعد برطانوی علماء کی اس وقت کی تین دیوبندی جماعتوں کے بھرپور ترین دو اجلاسوں کے بعد ۲ جنوری ۱۹۸۹ء کو فجر و عشاء کے لئے سال بھر کے ان مشاہدات پر مبنی اوقات پر عمل کا فیصلہ کرتے ہوئے برطانیہ میں ڈگریوں پر مبنی اوقات کا مسئلہ ہی ختم کردیا گیا، فالحمد و الشکر للہ

**() جیسے کہ اوپر معلوم ہوا کہ مذکورہ فون بات چیت کو ان صاحب کی طرف سے عام کیا گیا اور نہ صرف ہمیں بلکہ دنیا بھر میں بھیجا گیا جس کے متعلق پاکستان سے حضرت مولانا مفتی شوکت علی صاحب حفظہ اللہ کا ذیل کا جواب ملاحظہ فرمائیں؛**

**نوٹ:** قارئین نوٹ فرمائیں کہ اس سے قبل حضرت مفتی شوکت علی صاحب کا ای میل ذیل میں پیش کیا گیا تھا چونکہ وہ اچھی طرح پڑھا نہیں جاتا تھا اس لئے اسے صاف تحریر میں دوبارہ پیش کیا جا رہا ہے

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مفتی ساجد صاحب نے حضرت مفتی محمود گنگوہیؒ کی تحریر کا سکین ارسال کیا نیز مولانا عبدالرشید ربانی صاحب کی موبائل فون گفتگو بھی بھیجی۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ حضرت مفتی صاحب نے 18 درجے پر متفقہ فیصلہ فرمایا ہے۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں سے ساجد صاحب کا مقصود مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر حاصل نہیں ہوتا۔

۱)......مولانا ربانی صاحب نے فون پر بتایا کہ حضرتؒ نے فرمایا تھا کہ دلائل دونوں کے پاس ہیں تاہم ایک متفقہ فیصلہ سامنے آجائے تو بہتر ہے۔ اب اس بات کو دیکھا جائے، تو کوئی بھی مفتی یا عالم دین یقین پر مبنی اور محققانہ فیصلے میں کبھی ایسا کلام نہیں کرتا، بلکہ وہ اپنے دعوے کو دلائل کی بنیاد پر پیش کرتا ہے۔ چاہے اسے کوئی شخص مانے یا نہ مانے۔ اس کو اگر حق اپنی ہی تحقیق میں نظر آتا ہے، تو وہ محض اتفاق کی خاطر اپنا موقف نہیں پیش کرتا بلکہ وہ اپنا موقف ایک دعویٰ کی شکل میں کرتا ہے۔ اب حضرتؒ کا معاملہ دیکھ لیا جائے کہ کس نوعیت کا تھا؟

۲)......دوسرا یہ کہ مولانا صاحب نے فون پر یہ بھی بتایا کہ حضرتؒ فرماتے تھے کہ میں نے تو یہاں رہ کر آپ علماء کے فیصلے کی پابندی کرنا ہے۔ گویا اس سے بھی یہ حقیقت سامنے آگئی کہ حضرتؒ نے ان کے اتفاق کا لحاظ کرتے ہوئے دستخط فرمادئے تھے۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں: ''مگر پھر علماء کرام نے گفتگو کرکے ایک رائے پر اتفاق کرلیا اور کسی نے اس کو باطل نہیں کیا **تو پھر احقر نے بھی** اس پر دستخط کردئے اور اپنی تحریر واپس منگالی جو احقر وصول ہوگئی''

۳)......تیسری وجہ یہ کہ اگر یہ حضرتؒ ہی کا اپنا علمی اور تحقیقی فیصلہ ہوتا، تو وہ مندرجہ ذیل الفاظ اس انداز میں تحریر نہ فرماتے: ''مختلف آراء میں سے ایک رائے پر اتفاق ہوگیا تو اس کو اختیار کرنے سے عوام خلفشار سے محفوظ رہیں گے۔ اگرچہ یہ مسئلہ استنباطی ہے اس پر تحقیقات کی بہرحال گنجائش ہے'' ہمیں تعجب ہے کہ حضرت نے ایسے واضح الفاظ میں گویا اس بات کی اجازت ہی صرف نہیں دی بلکہ اس ضرورت کی طرف اشارہ فرما گئے کہ اس پر مزید علمی تحقیق ہوجائے تو بہتر ہوگا۔ مگر افسوس کہ آج ہمارے دوست ان بزرگوں کی تحریرات کے ساتھ تصویر کے ایک رخ والا معاملہ اختیار کررہے ہیں۔ حالانکہ جب حقیقت یہی ہے کہ جو حضرتؒ نے فرمایا ہے کہ علمی تحقیق کی مخالفت نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس کا ساتھ دینا چاہیے۔ تو یہ حضرات قائلین 15 کے دلائل و اشکالات کیوں نہیں سنتے، پھر عجب یہ کہ ان کا علمی جواب دینے کے بجائے الزامی طریقہ کار اپنا رہے ہیں۔ کہ کسی بڑی شخصیت کا حوالہ دے کر لوگوں سے خواہ مخواہ 18 درجے والی رائے منوانے کی کوشش کررہے ہیں۔

۴)......یہی وجہ ہے کہ حضرتؒ تحریر فرماتے ہیں'' احقر نے اپنی تحریر میں یہ بھی لکھا تھا کہ اپنی رائے کو دوسروں پر زبردستی چپکانے کی کوشش نہ کی جائے'' فیصلہ کی اس تحریر کو اگر دیکھا جائے تو کیا 18 درجے والے حضرات دوسروں کے لئے کوئی اور قول (یعنی 15 درجے) کو تسلیم کررہے ہیں؟ حالانکہ حضرت مفتی صاحبؒ نے تو اس حصے کو بھی متفقہ فیصلے کا حصہ بنادیا ہے۔

۵)......نیز حضرتؒ نے فتاویٰ محمودیہ جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۳۷۱ میں سائل کو جو جواب دیا ہے اس میں تحریر ہے کہ مجھے فلکیات میں درک نہیں ہے اور تقریباً دو ہفتے مسلسل بحث کے بعد بالآخر مدرسے کی کمیٹی کے اس مسئلے سے دست برادری کا اعلان فرمایا اور احتیاط کو مدنظر رکھ کر ایک فتویٰ دیا کہ مناسب یہ ہے کہ سحری 18 درجے پر بند کیا جائے اور اذان فجر بعد میں یعنی 15 درجے پر دی جائے۔ غور کیا جائے تو حضرتؒ کی تحریر کا خلاصہ بھی یہی نکلتا ہے کہ احتیاط کا پہلو مدنظر رکھا جائے۔

احقر شوکت علی قاسمی ۔ 1 دسمبر 2012